لطیفہ ۲۳

مقامِ اشرفی کے تعین اور مراتبِ عالی کے بیان میں ظفر آباد میں نیک علامتوں کا ظاہر ہونا، مسلسل کرامات کا ظہور میں آنا اور شیخ کبیر سرور پوری کا بیعت کرنا

قال الاشرف :

المقام هو المرام علیٰ سریر التمکین لو جه الدوام یعنی (حضرت اشرف جہاں گیرؒ نے فرمایا، ''مقام''[1] دوامی طور پر تمکین[2] کے تخت پر بیٹھنے کا قصد کرنا ہے۔)

جب حضرت قدوۃ الکبراؒ کو حضرت مخدومیؒ کی خدمت میں رہتے ہوئے پورے چار سال ہو گئے اور آپ کی نسیمِ ولایت نے اطراف کے باغوں کو مہکانا اور شمیمِ عنایت نے لالہ زاروں کو مدد پہنچانا شروع کیا تو حضرت مخدومیؒ نے فرمایا کہ فرزند اشرف مثل مشہور ہے کہ دو شیر ایک جنگل میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتیں بہتر ہے کہ آپ کے لیے

---
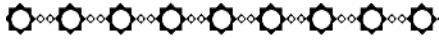
[1] ''حال'' اور ''مقام'' تصوف کی دو اصطلاحیں ہیں۔

حال۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو واردات سالک کے دل پر وارد ہوں حال ہے۔حال آتا ہے اور جاتا ہے۔یہ ایک عارضی کیفیت ہے۔ مقام۔ جب حال دائمی ہو جاتا ہے اور سالک مستقل طور پر اس کیفیت میں رہتا ہے تو اسے مقام کہتے ہیں۔(ملاحظہ فرمائیں ''سرّ دلبراں'' ص ۱۳۴)

[2] ''تلوین'' اور ''تمکین'' کا مفہوم حال و مقام کے قریب قریب ہے۔

تلوین۔ایک درجہ ہے جس میں حالتیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔سالک مغلوب الحال رہتا ہے۔

تمکین۔ مقام رسوخ و استقلال ہے جس میں سالک صاحب مقام ہوتا ہے اور مغلوب الحال نہیں ہونے پاتا۔(ملاحظہ فرمائیں ''سرّ دلبراں''،صص ۱۲۰۔۱۲۱) راقم السطور نے چاروں اصطلاحات کا مطلب آسان زبان میں تحریر کیا ہے اسے سرّ دلبراں کا اقتباس خیال نہ فرمایا جائے تاہم تمام مطالب ''سرّ دلبراں'' سے اخذ کیے گئے ہیں۔

ایسا مقام تجویز کروں جہاں کے باشندے آپ کی ذات اور فوائد سے مستفید ہوں اور بزرگ آپ کی نسبت شہود کے تازہ دسترخوانوں سے بہرہ مند ہوں اور گمراہی کے صحرا میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو آپ کے رابطے کی شمع سے راستہ ملے اور جہالت کی وادی کا پیاسا گروہ آپ کے واسطے کے صاف و شیریں پانی سے علم حاصل کرے۔ قطعہ:

بہ دریا آبِ شیریں بہرِ آنست
کہ از وے تشنگاں سیراب کردند
نہ چوں گوہر کہ در معدن نہفتہ
بجاں در کندنِ نایاب گردند

ترجمہ: دریا میں میٹھا پانی اس لیے ہوتا ہے کہ اس سے پیاسے لوگوں کی پیاس بجھائیں، کان میں پوشیدہ موتی کی مانند نہیں کہ اس سے نہ ملنے والی چیز کے لیے کان کھودتے کھودتے مرنے کے قریب پہنچ جائیں۔

قدوۃ الکبراؒ نے عرض کیا کہ ہم نے ملک سے مسافرت کی تکلیف برداشت کی ہے۔ دکھ کے دیس سے محبت کا شربت پیا ہے۔ اسباب خانے کو ٹھکرایا، دوستوں کے فراق کی شراب پی، اہل خانہ اور اقارب سے جدائی اور تمام ضروریات سے دست کشی محض اس لیے تھی کہ اہلِ عشق و عرفان کے قبلے کی درگاہ کی مجاوری کروں اور اصحابِ ذوق و وجدان کے کعبے کی قربت حاصل کروں نہ اس لیے کہ ہر روز تقسیم ہونے والی دولتِ واردات سے محروم اور مبارک انوار سے (جو یہاں حاصل ہوتے ہیں) بے نصیب رہوں۔ ابیات :

کسے کز دولتِ توفیقِ یزداں
بریدہ از دیار کامرانی

ترجمہ: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی توفیق کی بدولت کامیابی کے عالم سے نکل آیا ہو۔
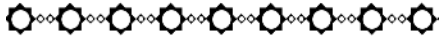
کشیدہ پائے از اورنگ شاہی
دریدہ برد وصلِ یارِ جانی

ترجمہ: جس نے تختِ شاہی سے پاؤں کھینچ لیا ہو اور یارِ جانی کے وصل کا پردہ چاک کر دیا ہو۔

شرابِ فرقتِ یاراں کشیدہ
شکستہ جامِ عیشِ زندگانی

ترجمہ: جس نے دوستوں کی جدائی کی شراب پی ہو اور زندگی کے عیش کا جام توڑ دیا ہو۔

نہادہ پائے در صحرائے غربت
کشیدہ دست از قاضی و دانی

ترجمہ: جس نے مسافرت کے صحرا میں قدم رکھ دیا ہو، آبرومند اور بے آبرو سے علیحدگی اختیار کر لی ہو۔

به سر پیمو ده ایں بید اے محنت
رسیده در حریمِ یارِ جانی

ترجمہ: جس نے رنج کا بیاباں سر کے بل چل کے طے کیا ہو، (جو اس مصیبت کے بعد) یارِ جانی کے حریم تک پہنچا ہو۔

برائے آں کہ از خاکِ دو پایت
کشد چوں سرمہ در چشمِ عیانی

ترجمہ: یہ صرف اس لیے ہوا کہ آپ کے پیروں کی خاک کو سرمے کی مانند ظاہری آنکھوں میں ڈالا جائے۔

نہ گردم از درت یک طرفتہ العین
جدا از خاک درگاہِ جہانی

ترجمہ: میں تو ایک پل کے لیے بھی آپ کے آستانے سے نہ جاؤں گا، نہ اس مقام کی خاک سے جدا ہوں گا جو اہلِ جہاں کی زیارت گاہ ہے۔

مرا از در گہہِ عالی خدارا
مراں اے سایۂ انسی و جانی

ترجمہ: خدا کے لیے مجھے درگاہِ عالی سے نہ نکالیں۔ آپ جن اور انسان کے لیے سایہ (پناہ گاہ) ہیں۔

منم چوں سایہ و تو ہمچو شخصے
چرا ایں سایہ را از شخص رانی

ترجمہ: میں سایے کی مانند ہوں اور آپ ذات کی طرح ہیں۔ اس سایے کو ذات سے کیوں جدا فرماتے ہیں۔

نگرد ظلِّ من از شخص ممتاز
گرش از تیغ صد بارم برانی

ترجمہ: میرا سایہ ذات سے کبھی الگ نہ ہوگا، خواہ آپ مجھے تلوار سے سو مرتبہ جدا کریں۔

بہ درگاہِ تو گر اشرف بود خاک
بہ از جمشیدی و کیخسروانی

ترجمہ: اگر اشرف آپ کی درگاہ کی خاک ہو جائے تو یہ جمشید اور کیخسرو کی بادشاہت سے بہتر ہے۔

جب حضرت مخدومیؒ کی سمع مبارک میں یہ بات پہنچی تو فرمایا، اے فرزند آپ ہر گز مجھ سے جدا نہ ہوں، اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ شامل ہے۔ دو سال اور گزر گئے۔ حضرت مخدومیؒ نے فرمایا، اس معاملہ میں ایک حکمت پوشیدہ ہے جس سے
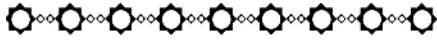
آپ واقف نہیں ہیں بہرصورت آپ کو اس پر راضی ہو جانا چاہئے۔ قطعہ:

ارادت چوں بریں رفتہ است اے یار
بباید از دل و جاں سر نہادن
وصالِ یار اگرچہ خوش تر آمد
درے فرقت د مے باید کشادن
کہ طفلاں رازِ یاد از عہد خوردن
ز شیرِ مادراں ز ہر یست دادن

ترجمہ: اے دوست جب (اللہ تعالی کا) ارادہ یوں ہی ہے تو دل و جان سے اسے تسلیم کیا جائے۔ دوست کا وصال اگرچہ زیادہ خوش کن ہوتا ہے (تاہم) کچھ دیر کے لیے جدا بھی ہونا چاہئے کیوں کہ بچے کو مقررہ مدت سے زیادہ ماں کا دودھ پلانا، بچے کو زہر دینا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے جب یہ دیکھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے تو ناچار شیخ کے ارادت پر سرِ تسلیم خم کر دیا۔ قطعہ

مبارک بندہ را آزادگی نیست
کہ او ہم دم زند باخواجۂ خویش
مرید آنست کہ بر امرِ ارادت
نہد از جاں سرِ تسلیم در پیش

ترجمہ: صاحبِ برکت غلام کو کبھی آزادی نہیں ملتی کیوں کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گزاری میں رہتا ہے (حقیقی) مرید وہ ہے کہ پیر کے حکم پر اخلاص کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔

حضرت مخدومیؒ کے قلب پر القا ہوا کہ آپ کو جون پور کے علاقے میں بھیجیں تاکہ اس علاقے کے باشندے آپ کی ولایت کے نور اور ارادت کی نشانیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ قطعہ

اگرچہ مشکِ ختنی را خطانیست
و لیکن درختن قدرش ندانند
اگر افتد بدیگر جائے آں مشک
جہاں بر بوئے او برہم ز نانند

ترجمہ: اگرچہ ختن کے مشک کی خوشبو میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن ختن میں کوئی اس کی قدر نہیں کرتا۔ یہی مشک اگر وہاں سے دوسری جگہ بھیج دی جائے تو اس کی خوشبو سے تہلکہ مچ جائے۔
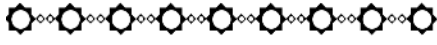
بہر حال یہ طے کیا گیا کہ آپ شیخ کے ساتھ رمضان گزاریں اور عید کے دن رخصت ہوں۔ جب عید کا دن آیا تو سفر کا خاصا اہتمام کیا گیا۔ پرچم، جھنڈے اور نقارہ وغیرہ جیسا کہ قدوۃ الکبراؒ کا دستور تھا مہیا کیے گئے۔ لباس فراہم کیا گیا آپ کو پہنایا۔ اس وقت شہر کے چھوٹے بڑوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو حضرت مخدومیؒ کی خانقاہ میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سفر نے سب کو قیامت کا سماں دکھا دیا۔ قطعہ:

جہاں را چشمِ روشن گشت تیرہ
چو نورِ دیدہ جائے ر اکمر بست
بمر دم در نہ ماندہ عیش و شادی
کہ عیش و خرمی از ما بد ر رفت

ترجمہ: دنیا کی روشن آنکھیں تاریک ہوگئیں کہ آنکھ کا نور کسی جگہ چلا گیا، لوگوں کے دل سے راحت اور خوشی جاتی رہی کیوں کہ راحت اور خوشی ان سے رخصت ہو گیا۔
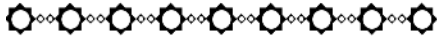
حضرت مخدومیؒ جب اپنے بڑے اصحاب کے ساتھ آگے بڑھے اور رخصت کے قریب ہوئے تو قدوۃ الکبراؒ نے عرض کیا کہ غلام کو حکم ہوا ہے کہ جون پور کے علاقے میں جائے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سبزہ زار میں ایک شیر (ایک صاحب ولایت ولی) بھی رہتا ہے۔ قطعہ:

دراں بیشہ کہ مارا حکمِ صید است
ہمیں دانم کہ شیرے ہست بیدار
ولے مارا چو شیر شرزۂ ہست
چہ باک از شیر باشد اے جہاں دار

ترجمہ: جس جنگل میں ہمیں شکار کا حکم دیا گیا ہے مجھے معلوم ہے کہ وہاں ایک جاگا ہوا شیر بھی ہے لیکن ہمارے ساتھ بھی ایک خوفناک شیر ہے (اس لیے) اے بادشاہ اگر شیر ہو تو ہمیں خوف نہیں ہے۔

حضرت مخدومیؒ یہ بات سن کر اپنا سر غیب کے گریبان میں لے گئے۔ ایک ساعت بعد شکار پکڑے ہوئے اس جنگل سے نکلے۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بیٹے سبزہ زار کے شیروں کا غم نہ کرو۔ وہاں آپ کو ایک بچہ حاصل ہوگا، وہ اس شیر کے لیے کافی ہوگا اور آپ کو پہلی فتح ظفرآباد میں حاصل ہوگی۔ قطعہ:

بدست آید ترا صیاد شیرے
کہ شیر از دست او در صید آید

و لیکن دیدہ ام در دامِ تقدیر
کہ صید و شیر ہم در قید آید

ترجمہ: آپ کو شیر کا شکاری حاصل ہوگا جس کے ہاتھ سے وہ شیر شکار ہوگا، لیکن میں نے تقدیر کے جال میں دیکھا ہے کہ صید و شیر دونوں ہی قید ہوں گے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ سفر پر روانہ ہوئے (حضرت مخدومیؒ) ایک کوس تک ساتھ رہے پھر خود یہاں ٹھہر گئے اور آپ کو روانہ کر دیا۔ قطعہ:

بہ یک دیگر جدائی چوں درآمد
جہاں را ہم بہم غوغا فتادہ
بیاراں برہم از ہجرِ عزیزاں
زماں آمد درے محنت کشادہ

ترجمہ: جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو عالم میں ایک شور برپا ہو گیا۔ عزیز اپنے دوستوں کی جدائی سے بے چین ہو گئے رنج وغم کے دروازے کے کھلنے کا وقت آ گیا۔

حضرتؒ کی ظفرآباد میں آمد اور حاسدوں کا اعتراض کرنا:

بعض اوقات حضرت قدوۃ الکبریٰؒ کے ساتھ سفر میں ظاہری ساز و سامان از قسم اونٹ گھوڑے بہت ہوتے تھے اس سفر میں بھی جب آپ کے پرچم قصبہ منیر میں پہنچے تو شیخ ثمن اِروَلی[1] آپ سے ملاقات کے لیے آئے جب انھوں نے یہ شان و شوکت اور اسباب شاہانہ دیکھے تو ان کے دل میں خیال گزرا کہ اس (کرّ وفر) سے کیا کام ہے۔ ان کا یہ خیال آپ کے روشن باطن پر عیاں ہو گیا، آپ نے فرمایا کہ میں نے اصطبل کی میخ مٹی میں گاڑی ہے کہ دل پر اور حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ کا واقعہ بیان فرمایا۔ قطعہ:

غرض از حاصلِ کا ر است اے یار
بہر نوعے کہ ظاہر ہست گو باش
بہر کس نیست لازم راہِ تجرید
چو او آنِ تو شد تو آنِ او باش

ترجمہ: اے دوست غرض تو کام کے نتیجے سے ہے وہ جس صورت میں ظاہر ہوتا ہے ظاہر ہونے دے۔ ہر کسی پر تجرید کا

---

[1] اِروَلی قدیم نام تھا اب غالباً اسی جگہ کو آرہ کہتے ہیں۔
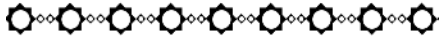
راستہ لازم نہیں ہے۔ جب وہ تیری ادا بن گیا تو تو بھی اس کی ادا بن جا۔

ہم سفر حضرات ایک ایک منزل طے کرتے ہوئے اور سفر کی تکالیف و مصائب برداشت کرتے ہوئے ظفر آباد پہنچے۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا سے جائے قیام کے لیے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ہم دستور کے مطابق مسجد میں قیام کریں گے۔ سفر کا سامان اور اسباب مسجد ظفر خاں میں لا کر رکھ دیا۔ سواری کے جانور بیل، گھوڑے، اونٹ صحن مسجد میں باندھ دیے۔ اس بنا پر شہر میں چھوٹے بڑے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ ایک درویش جو عالم بھی ہے اپنے سواری کے جانوروں کو مسجد میں باندھے، خواہ وہ صحن والی ہی کیوں نہ ہو۔ جب یہ بات پھیلی تو دو تین طالب علم آزمائش کے طور پر آئے تا کہ اس مسئلے پر استفسار کریں۔ جب حاضری سے مشرف ہوئے تو بڑی دیر تک چپ رہے کہ اس اثنا میں ایک جانور نے حضرت قدوۃ الکبرا سے از قسم اشارہ کوئی بات کی آپ نے فرمایا اسے باہر لے جاؤ پیشاب کرے گا، اسی طرح کا اشارہ دوسرے گھوڑے نے کیا آپ نے (سائیس سے) فرمایا، اس کو بھی لید کرانے باہر لے جاؤ۔ اسی قسم کے چند جانور اسی طرح باہر لے جائے گئے۔ آپ طالب علموں کی جماعت کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا، جانوروں کو مسجد میں باندھنے کی ممانعت گندگی کی وجہ سے ہے اگر یہ سبب معدوم ہو جائے تب بھی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جانوروں کو اندر نہ لائیں۔ ہم مسافر لوگ ہیں، پوری طرح حفاظت سے معذور ہیں اس لیے ضرورت امر کی ہوئی کہ انھیں اندر باندھیں۔ ہمیں معذور خیال کریں۔ آنے والے متنبہ ہو گئے اور چلے گئے۔

مسخروں کے نقل کا واقعہ جو زندہ شخص کا جنازہ لائے اور آپ کا کرامت ظاہر کرنا:

ایک روز حضرت قدوۃ الکبرا وظائف اور اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد تشریف فرما تھے کہ مسخروں کی ایک جماعت جنھیں ہندی زبان میں بھانڈ کہتے ہیں آئی۔ اپنے ایک آدمی کو کفن پہنا کر چار پائی پر لٹا کر بہ صورت مردہ آپ کے سامنے لائی۔ دوسرے مسخروں نے کہا کہ درویش اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ ان کا مدعا محض یہ تھا ک جب نماز ادا ہو جائے گی تو وہ مردہ بھی ہنسی اڑائے اور زندہ ہو جائے اور ایسی عجیب حرکتیں کرے جن کا مقصد مسخرہ پن اور ٹھٹھول ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بے ہودگی کا سبب کوئی شخص تھا یا نہ تھا۔ جب انھوں نے بہت گریہ و زاری کی تو حضرت قدوۃ الکبرا نے اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس کی مرضی کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھ دو۔ جب تین بار رضا چاہی تو آگے بڑھے اور نماز جنازہ کی تکبیر کہی۔ یہاں تکبیر بلند کرنا تھا کہ وہ چار تکبیریں دنیا کے چاروں طرف پھیل گئیں اور اس شخص کی روح کا پرندہ جسم کے پرندے سے پرواز کر گیا۔ وہ لوگ یہ انتظار کرتے رہے کہ نقلی مردہ کھڑا ہو، حرکت کرے اور ہنسی
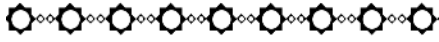
اڑائے۔آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے فرمایا،اب اس کو اٹھاؤ اور سپردِ خاک کرو۔ قطعہ:

کسے کو از بزرگاں خنداں انگیخت
بجز گریہ ازو دیگر چہ آید
مباد ا بر فلک اندازی تف را
کہ تف برریشِ او کیں دم کشاید

ترجمہ: جس کسی نے بزرگوں سے تمسخر کیا اسے گریہ وزاری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، خدا نہ کرے کہ کوئی شخص آسمان پر تھوکے اور وہ تھوک اسی دم اس کی ڈاڑھی پر گرے۔

شیخ کبیر کا خواب اور حصول بیعت:

اس واقعے سے متعلق باتیں شہر میں پھیل گئیں۔شہر کے عام باشندے اور شرفا بھاگنے لگے۔یہ ابتری اور ہجوم حضرت شیخ حاجی چراغِ ہند[1] کے دل کو پسند نہ آیا۔انھی دنوں حضرت شیخ کبیر سرور پوری[2] ایک خواب دیکھنے کی بناء پر آئے ہوئے تھے۔خواب کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت کبیر کے دل میں علومِ عربیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد سلوک اور ارادت کا داعیہ پیدا ہوا۔وہ رات دن اس نعمت کے حصول کے آرزومند تھے۔انھوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت ،میانہ قد اور سرخ بال والے تشریف لائے ہیں۔ان بزرگ نے مجھے بیعت کیا۔شربت اور روٹی کھلائی جب خواب سے بیدار ہوئے تو سلوک و ارادت کا داعیہ حد سے بڑھ گیا۔دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ حاجی چراغِ ہند اس علاقے کے صاحبِ ولایت ہیں شاید خواب میں یہ کشش انھی کی وجہ سے ہو یہ گمان کرکے انھوں نے ظفر آباد آنے کا قصد کرلیا۔ حضرت کبیر بھی اپنا ایک گروہ رکھتے تھے۔اپنے شاگردوں کے ساتھ بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد متردد ہوئے کہ جو شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ یہ نہیں ہیں۔ قطعہ:

بدولت دیدہ چوں دیدار دریافت
خیالی صورتے کاں دیدہ دریافت
نظر چوں کرد از راہِ بصیرت
بہ معنی صورتے از غیر دریافت

---

[1] حضرت شیخ حاجی چراغ ہند کے بارے میں صاحب مراۃ الاسرار نے تحریر کیا ہے کہ ان کا نام صدرالدین تھا۔یہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور خلیفہ تھے۔ملاحظہ فرمائیں مراۃ الاسرار مصنفہ عبدالرحمٰن چشتیؒ اردو ترجمہ کپتان واجد بخش سیال لاہور سال ندارد ص ۸۱۹۔(احقر مترجم)

[2] حضرت شیخ کبیر سرور پوری کے مزید حالات دستیاب نہ ہو سکے(مترجم)
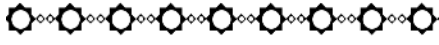
ترجمہ: جب آنکھوں نے دولت دیدار حاصل کی،خیالی صورت بھی سامنے آ گئی، جب بصیرت کی آنکھ سے دیکھا تو (خواب والی) صورت یہ نہ تھی کچھ اور تھی۔

جناب شیخ کبیر سوچ میں پڑ گئے چنانچہ چند روز اچھی طرح غوروفکر کرنے کے لیے وہاں ٹھہر گئے۔انھی دنوں حضرت قدوۃ الکبراؒ کی ولایت جہاں گیری کی نسیم عالم میں ہرطرف چلنے لگی اور ہدایتِ سلطانی کی شمیم ساری دنیا میں پھیل گئی۔قطعہ:

نسیمِ دوست از باغِ عنایت
وزیدہ در ہمہ صحرائے ایّام
خصوصاً در دماغِ دوستانش
رسیدو پر شدہ ام نفخۂ کام

ترجمہ: عنایت کے باغ سے دوست کی نسیم زمانے کے بیابان میں چلنے لگی۔خاص طور پر اپنے دوستوں کے دماغ میں پہنچی اور مراد کی ایک ہی پھونک سے پر ہوگئی۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے مسجد ظفر خاں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے عجب نہیں کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے۔ جب آپ کی ولایت کے آثار اور عنایتِ علائی کے انوار،قصبات اور شہروں میں پہنچنے شروع ہوئے اور آپ کی ہدایت کے کمالات کی چمک نے چھوٹے بڑے کی آنکھوں کو روشن کر دیا۔ ابیات:

علم برزد چو خورشیدِ ولایت
جہاں روشن شد از نورِ ولایت
چو باشد لشکرِ شاہِ جہاں گیر
سوارِ لشکرش گردد جہاں گیر

ترجمہ: جیسے ہی خورشید ولایت نے جھنڈا بلند کیا،دنیا نور ولایت سے روشن ہوگئی، جب بادشاہ کا لشکر جہاں گیر ہوتا ہے تو اس کے لشکر کا سوار بھی فاتحِ عالم ہو جاتا ہے۔

جب شہر کے چھوٹے بڑوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور عمائدین کی جماعت آپ کے حضور میں آنے لگیں تو حضرت کبیر کے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حاضر ہوکر دیدار کا شرف حاصل کریں۔ قطعہ:

کسے را کو بود میلِ وصالش
بود تحقیق جذبش سوئے دلدار
بلے جزوے کہ افتد دور از کل
بسوئے کل بود ہنجار ناچار

ترجمہ: وہ شخص جس کو محبوب کے وصال کا شوق ہو، یقیناً اس کی کشش محبوب کی طرف ہوگی، بے شک وہ جزو جو اپنے کل سے دور ہو جائے، آخر کار اس کا راستہ کل کی جانب ہو جائے گا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نماز فجر کے بعد وظائف سے فارغ ہو کر اور نماز اشراق ادا کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت کبیر حاضر ہوئے۔ جیسے ہی دور سے نظر پڑی فرمایا، یہ وہ دوست ہیں جن کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا گیا تھا، اب آ گیا۔ خادم نے شیخ کبیر کے آنے سے پہلے ہی، شربت اور روٹی تیار کر رکھی تھی۔ جب شیخ کبیر نے آپ کو دور سے دیکھا آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا تو یہ آیت تلاوت کی، اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ[1] (میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا) اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور یہ مشہور مصرع زبان پر لائے۔

یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم

ترجمہ: دوست گھر میں ہے اور میں ساری دنیا میں پھر رہا ہوں۔

اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے انھیں ارادت کے شرف سے مشرف کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہاتھ سے نان و شربت کھلایا اور فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔ قطعہ:

اگرچہ خضر ساں در راہِ وصلت
عناں رادر رہِ ظلمات خوردیم
ولے بعد از چشیدن آب ہر جا
کنوں بر آبِ حیواں راہ بردیم

ترجمہ: اگرچہ خضر کی طرح وصل کے راستے میں ہم نے تاریک راہوں کو بھی طے کیا۔ لیکن ہر مقام کا پانی چکھنے کے بعد اب ہم نے آب حیات کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ارادت کا شرف پانے اور سعادتِ بیعت حاصل کرنے کے بعد اصحاب سے مصافحہ کیا سب نے مبارک باد دی۔

قطعہ:

شرف چوں یافت از راہِ ارادت
ہمہ یاراں مبارک باد کردند
بساط از آمدن نادر حریفے
دل از شاہ و پیادہ شاد کردند

---

[1] پارہ ۷۔ سورہ الانعام۔ آیت ۷۹

ترجمہ: جب ارادت کے واسطے سے شرف حاصل ہو گیا تو تمام دوستوں نے مبارک باد دی، نادر دوست نے بساط آنے کے باعث بادشاہ اور پیادے سے دل خوش کیا۔

حاجی چراغِ ہند اور قدوۃ الکبرا کا اظہار کرامت:

شیخ کبیر کے بیعت ہونے کی خبر ہر شخص نے سنی۔ جب یہ خبر حضرت حاجی چراغِ ہند کو پہنچائی گئی تو ان کے مزاج کے مطابق نہ تھی کہ کل جو شخص ہماری خانقاہ میں بیعت کی آرزو لے کر آیا تھا آج وہاں جا کر مرید ہو گیا،اس بنا پر ہر چند کہ (ناخوشی) ان کے مناسب حال نہ تھی لیکن بشریت بہر صورت موجود رہتی ہے۔ان کی رگِ تعصب پھڑکی اور اسم ''الجلال'' کی تجلی ان کے سر میں متجلی ہوئی فرمایا،کبیر جوان موت مرے گا کہ یہاں سے جا کر وہاں مرید ہوا۔ چوں کہ حضرت کبیر نظر کیمیا اثر سے فیض حاصل کر چکے تھے اس لیے ان کی نظر سے تجلی کا اثر پوشیدہ نہ رہا۔ بیت:

کسے کز یک نظر منظور گردد
جہانے پیش او مسطور گردد

ترجمہ: وہ شخص جو ایک ہی نظر سے منظور ہو جائے۔ جہاں اس کے سامنے لکھی ہوئی تحریر کی طرح عیاں ہوتا ہے۔

اس مقام سے حضرت قدوۃ الکبرا بھی متاثر ہوئے تھے،فرمایا، بیٹے کبیر غم نہ کر تو بڑی عمر کا بوڑھا ہو گا لیکن اس مقام سے جہاں سے یہ (تجلی) نکلی ہے ان سے کہو کہ یہ ان پر بھی صادر ہو گی۔حضرت کبیر نے انکسار سے عرض کیا کہ ہم سے ان پر کیا صادر ہو سکتا ہے مگر یہی کہ جو کچھ ان سے ہم پر صادر ہوا ہے وہ خود اس کی زد میں آئیں گے۔ قطعہ:

ازیں جا ہر چہ برما صا در آمد
ز باطن ہم نشانِ ظاہر آمد
ز اول چوں از ایشاں گشتہ صادر
بہ اوّل اوّل آخر آخر آمد

ترجمہ: یہاں سے جو کچھ ہم پر صادر ہوا اس کے باطن سے بھی نشان ظاہر ہوا۔ پہلی بار جو کچھ ان کی ذات سے صادر ہوا وہ اول کے ساتھ اول اور آخر کے ساتھ آخر رہا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے جب یہ معائنہ کیا تو فرمایا،درویشوں کے لیے یہ باتیں آسان ہوتی ہیں۔اللہ تعالی کے ارادے اور بے نہایت مشیت میں یہی تھا۔چنانچہ دونوں اکابر کا فرمانا پورا ہوا کہ حضرت کبیر کی پچیس سالہ مدت میں بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ادھر شیخ حاجی کی شمع ہدایت بھی حضرت کبیر کی وفات سے قبل پانچ سال کے اندر اندر بجھ گئی۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ سے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ابو المظفر حسن بن تمیم بغدادی تاجر
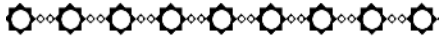
حضرت حمّاد دبّاسؒ [۱] کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ اے میرے سردار، میں نے ایک قافلہ تیار کیا ہے تا کہ ملک شام کا سفر کروں۔ اس قافلے میں میرا سارا سرمایہ سات سو دینار ہے۔ شیخ نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو قتل ہو جاؤ گے اور سرمایہ برباد ہو جائے گا۔ تاجر شیخ کے پاس سے غم زدہ واپس ہوا۔ راستے میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے ملاقات ہوگئی۔ ان ایام میں شیخ کے حال کی ابتدا تھی شیخ نے جو کچھ کہا تھا تاجر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، جاؤ سفر کرو، صحیح سلامت مال کے ساتھ واپس آؤ گے۔ والضمان فی ذالک علیّ یعنی اس معاملے میں بلند مرتبے والا ذمے دار ہے۔ تاجر اس عمدہ اشارے کے مطابق شام روانہ ہوا۔ سامان کو بہت منافع کے ساتھ فروخت کیا اور بڑی نقدی، جواہر اور سونا حاصل کیا، اور تھیلی کو کمر سے باندھا۔ سقایہ شام میں جو حلب میں ایک جگہ تھی بشری قضائے حاجت کے لیے گیا۔ روپے کی تھیلی کمر سے کھول کر ایک جگہ رکھ دی۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہوا تو روپے کی تھیلی وہیں بھول آیا، آ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں ایک راستے پر جا رہا ہوں کہ ڈاکو آ گئے۔ قافلے کو خوب لوٹا اور مجھے پکڑ کر میرے گلے پر چھری پھیر دی پھر آنکھ کھل گئی۔ گلے پر زخم کا نشان تھا۔ جب تاجر خواب سے بیدار ہوا تو اسے اپنا بھولا ہوا مال یاد آیا۔ اسی مقام پر پہنچا۔ مال اسی حالت میں موجود تھا۔ اٹھا کر لے آیا اور سامان سفر باندھ کر بغداد کا رخ کیا۔ جب بغداد کے بازار میں پہنچا تو حضرت حماد دباس کو دیکھا۔ تاجر نے قدم بوسی کی۔ فرمایا مجھے کیا دیکھتے ہو، عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاؤ اور فدا ہو جاؤ کہ انھوں نے تمھارا ارادہ پورا ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی کہ تمھارا قتل جو بیداری میں ہونا تھا اسے خواب میں تبدیل کر دیا جائے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور تمھارے مال کی بربادی یاد سے بھول میں تبدیل ہوگئی۔ بعضے مشائخ سے منقول ہے کہ ستّر بار اللہ تعالیٰ سے اس کی مراد مانگی اور موافقت کی۔

مختصر یہ کہ اس قسم کے واقعات اور آثار انوار کی شہرت آس پاس پھیلی تو تعصب کی رگ نے زیادہ پھڑکنا شروع کر دیا۔ تصرف کے مقابلے پر آ گئے۔ ایک روز قدوۃ الکبراؒ مسجد میں تشریف فرما تھے اور اصحاب بھی حلقے میں بیٹھے تھے کہ یکا یک ان کے درمیان آگ بھڑک اٹھی۔ تھوڑی دیر دم بخود رہے پھر تاب نہ لا کر ایک ایک کر کے تمام باہر آ گئے اور اصحاب میں سے کوئی بھی آپ کے پاس نہ رہا۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے تبسم فرمایا کہ یہ آگ چراغ کی ہے اس کا بجھانا آسان ہے۔ ٹونٹی دار لوٹا موجود تھا، آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس میں سے تھوڑا پانی ڈالو، چراغ کی آگ ہے بجھ جائے گی۔ یہاں آگ پر پانی ڈالنا تھا کہ ادھر شیخ جامی پانی میں بھیگے ہوئے اندر آئے کہ تکلیف ہو رہی ہے۔ اپنے اکابر کی روحانیت کی جانب درجہ بدرجہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تک توجہ کی۔ فرمان ہوا تم نے مناسب بات نہ کی وہ لوگ

---

[۱] شیخ حمّاد بن مسلم الدباسؒ۔ آپ بغداد کے مشائخ میں تھے۔ جب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے شیخ طریقت حضرت ابوسعید مبارک کا وصال ۵۱۳ھ میں ہوا تو غوث الاعظمؒ نے آپ کی صحبت اختیار فرمائی۔ اس اعتبار سے شیخ حمّاد الدباسؒ غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے شیخ صحبت تھے۔ الدباسؒ کی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ Ghosul-Azam-Dastgir مصنفہ عبدالعزیز عرفی کراچی ۱۹۷۳ء ص ص ۴۱، ۵۶ اور ۶۰
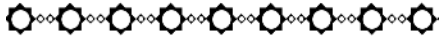
مہمان تھے۔اگر کوئی دوسرا نہ بھی ہوتا تو ہمارا فرزند موجود تھا تمھیں اس کا لحاظ کرنا چاہئے تھا۔اب جاؤ اور ان سے بھی عذرخواہی کرو۔جب تمام اکابر روحانیت قدوۃ الکبریٰؒ کے پاس آئیں اورصورت حال درمیان میں رکھی تو آپ نے فرمایا کہ آسان بات تھی مجھے اس کا کوئی اندیشہ اورفکرنہیں ہے۔تمام اکابر کی روحانیت نے عذر کیا اور کہا کہ چشتیہ اورسہروردیہ سلسلہ جہاں بھی ہے ان کے درمیان حدمقرر ہے،چنانچہ اب دونوں کے درمیان دریائے گومتی حد ہے کوئی ایک دوسرے کی حد میں تجاوز نہ کرے۔ قطعہ:

بہ شیران و پلنگاں شد نزاعے
میانِ یک دگر بر راہ زنگاں
در آخر رفت صلحے درمیاں شاں
کہ در دریائے دو یک آب سنگاں

ترجمہ: (ایک دفعہ) شیروں اور چیتوں میں جزیروں کے راستے پرلڑائی چھڑ گئی آخر دونوں کے درمیان فیصلہ ہوا کہ دونوں کے درمیان بہتا پانی حد ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے فرمایا کہ یہ بات درویشوں کے لیے آسان ہے کہ تھوڑی سی ضرورت کے لیے علاقوں کی تقسیم کر لیں(یہی نہیں) بلکہ اس گروہ کی ہمت[1] کی شان یہ ہے کہ مخلوق کی خواہشوں اور امیدوں سے باخبر رہیں کیونکہ ملک اور علاقے ان کے تصرف میں ہوتے ہیں اس لیے ان کی تکلیفوں اورمصیبتوں کا باہم خیال کریں۔اس سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ ایک سال سردی کے موسم میں ہمارا گزر ملک یمن میں ہوا۔ہم نے ایک مسجد میں قیام کیا تھا۔ہم وہاں کچھ مدت نیک لوگوں کے ساتھ مقیم رہے۔ایک رات ہم شب برات کی سحری کے وقت بیٹھے تھے کہ شیخ ابوالغیث یمنی میرے پاس آئے اور کہا،اے برادر اشرف اس سال یمن میں نومرتبہ آفتیں اور بلائیں نازل ہونی ہیں۔جنھیں اس ملک کے باشندے شاید ہی برداشت کرسکیں۔میں نے کہا کہ فقیر کو بھی ایسا ہی دکھایا گیا ہے۔میں چاہتا تھا کہ اس امر سے آگاہ کروں لیکن آپ نے سبقت فرمائی۔شیخ نے کہا،مناسب یہ ہے کہ اگر آپ بھی ہمت کریں تو اس عذاب کو رفع کرنے کی کوشش کروں۔میں نے کہا بہتر ہے۔دونوں عزیزوں نے یہ بار اٹھالیا۔ قطعہ :

چہ مردانند در راہِ خداوند
کہ بر دانند بارِ بے کراں را
نشستہ بر زمیں از ہمّتِ خویش
بسر گیرند بار آسماں را

---

[1] ہمت۔اپنے لیے یا کسی اور کے لیے اپنی تمام روحانی قوتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہمت کہلاتا ہے۔ماخوذ از''سرِّ دلبراں''ص ۳۴۷

ترجمہ: وہ بھی کیا مرد ہیں کہ اللہ کے راستے میں بے کراں بوجھ اٹھا لیتے ہیں، زمین پر اپنی پوری ہمت سے بیٹھ جاتے ہیں اور سر پر بارِ آسماں اٹھا لیتے ہیں۔

صبح کے وقت دونوں کے رخسار آفتاب سے زیادہ زرد تھے اور آنکھیں شفق سے زیادہ خوں ریز تھیں یہاں تک کہ تین دن تک دونوں کو حرکت کرنے کی سکت نہ تھی۔ بیت :

کسے کو برکشد بارِ گراں را
اثر پیدا بود بر روئے آں را

ترجمہ: وہ شخص جو بھاری بوجھ اٹھاتا ہے اس کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔

آپ کا شہر جون پور میں تشریف لانا شہزادوں کا مرید ہونا اور ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا آپ سے ملاقات کے لیے آنا

جب ظفر آباد کے عزیزوں کے دل کی کدورت ،صفائی میں تبدیل ہوگئی اور ایک دوسرے کے لیے صفائی اور اور کشادگی پیدا ہوگئی تو دونوں ایک دوسرے کی قیام گاہ پر آئے اور درویشانہ کھانا کھایا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا ، سامانِ سفر باندھیں اور شہر جون پور روانہ ہوں۔ قطعہ:

عزیزاں را کدورت دل نہ باشد
گر احیاناً شود زودش برانند
چو آئینہ کہ اندک تیرہ گردد
بہ دم صافی شود ہر یک برآنند

ترجمہ: عزیزوں کے دل میں کدورت پیدا نہیں ہوتی اگر اتفاقاً ہو جائے تو جلد ہی دور کر دیتے ہیں، جیسے آئینہ کہ ذرا سا میلا ہوتا ہے تو ایک پھونک سے صاف ہو جاتا ہے پھر ہر کوئی آئینہ دیکھتا ہے۔

دوسرے سفر میں جب اشرفی پرچم اور شاندار اسباب، بادشاہوں کے بادشاہ ابراہیم شاہ کی مسجد میں ،اللہ اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے،اتارے گئے تو سلطان نے خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسے ایک بار زیارت کا شرف حاصل ہو۔حضرت قاضی شہاب الدین[1] نے بادشاہ سے عرض کی ،اجنبی درویش آئے ہیں کہتے ہیں کہ سید نسب ہیں،حال ان کا بہت ہی عالی ہے۔یہی مناسب ہے کہ پہلے میں خود جاؤں اور دیکھوں کہ ان کا طور طریقہ کیا ہے۔سلطان نے کہا بہت اچھا یہی کرو۔چناں چہ قاضی صاحب پالکی میں سوار ہوئے اور عالموں کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔قدوۃ الکبراؒ

---

[1] قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے بہت سے حالات اسی لطیفے میں ہیں۔سال وفات ۸۴۹ھ ہے۔(اخبار الاخیار۔اردو ترجمہ ص ۳۹۱)
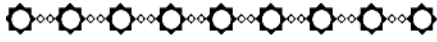
نماز ظہر ادا کر کے تشریف فرما تھے کہ قاضی صاحب نمودار ہوئے۔آپ کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ یہ قاضی شہاب الدین ہیں جو تمام علوم وفنون میں شہرت رکھتے ہیں۔قاضی صاحب نے آپ کے شرائط آداب کا خوب لحاظ رکھا۔اپنی پالکی کو خاصے فاصلے پر رکوا کر اترے۔عالموں کو تاکید کی کہ تم میں سے کوئی کسی مسئلے پر بات چیت میں فضیلت کا اظہار نہ کرے کیوں کہ سید کی پیشانی کے جمال میں ولایت کا نور تابندہ ہے اور فی البدیہہ یہ شعر کہے۔ قطعہ:

چہ خورشید پست تاباں از جبینش
کہ خورشیدِ فلک زو ذرہ گردد
بہ گوہر سید است دریائے امواج
کہ دریائے جہاں چوں قطرہ گردد

ترجمہ: ان کی پیشانی سے کیسا نور چمک رہا ہے کہ اس کے سامنے آفتابِ فلک ذرے کی مانند ہو گیا ہے، سید اپنی ذات میں ایسا لہریں مارنے والا دریا ہیں جن کے مقابلے میں دنیا کے دریا قطرے کی مانند ہیں۔

قاضی صاحب نے یہ قطعہ پڑھا اور شرف اور دیدار حاصل کیے۔حضرت قدوۃ الکبراؒ بھی اس طرف سے پیشوائی کے لیے چند قدم آگے بڑھے۔ملاقات فرمائی۔بہت عمدہ صحبت رہی۔ بیت

چوں زیں جا شکّر و آں شیر ریزد
بہ شکّر شیر چوں شیریں نہ خیزد

ترجمہ: اس جانب سے قند اور اس جانب سے دودھ بکھرے تو قند اور دودھ کے امتزاج سے مٹھاس ہی پیدا ہوگی۔

ہر چند کہ قاضی صاحب نے اپنے ساتھی عالموں کو اظہار نمائش اور طبع آرائی سے منع کر دیا تھا لیکن اس سبب سے کہ وہ علوم کا آئینہ تھے (ان کے ساتھ آنے والے) ہر شخص کے دل میں عقائد درسیہ میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ اور عربی زبان کی صرفی ونحوی مشکلات سمجھنے کی تڑپ تھی۔اس کے ساتھ ہی بحث ومباحثے سے اعراض بھی کر رہے تھے۔شیخ ابوالوفا خوارزمی[1] جو تمام علوم وفنون سے آراستہ تھے، اپنی دانائی کے نور سے ان عالموں کے دل کی کیفیت کو محسوس کر لیا۔انھوں نے اس مجلس میں ان عقدوں کو کھولا اور اس انداز سے ان مسائل کی تشریح کی کہ کسی عالم نے اس سے پہلے ایسی تشریح نہ کی تھی۔حضرت قاضی صاحب نے خوب داد دی۔ بیت:

بہ کِلک فصاحت بیانے کہ درشت
بہ دلہا چو نقشِ نگیں بر نگا شت

ترجمہ: فصاحت کے قلم میں ایسا بیان تھا کہ دلوں پر نگینے کے نقش کی طرح تحریر ہو گیا جب دونوں طرف کے علما گفتگو

---

[1] شیخ ابوالوفا خوارزمی حضرت قدوۃ الکبراؒ کے اصحاب میں تھے۔
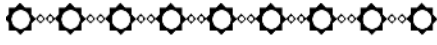
سے فارغ ہو چکے اور مسائل کی تحقیق ہو چکی تو حضرت قاضی نے عرض کیا کہ آج سلطان کی یہ خواہش تھی کہ شرفِ ملازمت سے مشرف ہوں لیکن اس نیاز مند نے یہ چاہا کہ آپ کی نعمت اور تازہ دولت پہلے حاصل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل سلطان کے ساتھ قدم بوسی سے مشرف ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک آپ سلطان سے زیادہ بہتر ہیں، اگر آتے ہیں تو حاکم ہیں۔ جب قاضی صاحب رخصت ہو گئے تو فرمایا کہ ہم نے ہندوستان میں اس قدر فضیلت کا شخص کم ہی دیکھا ہے۔

دوسرے دن قدوۃ الکبراؒ مقررہ وظائف سے فارغ ہوئے تو سلطان کی آمد کے آثار ظاہر ہونے لگے کہ خود، سرداروں اور سلاطین کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں۔ جب مسجد کی دہلیز پر پہنچے تو قاضی صاحب نے درمیان میں یہ تجویز پیش کی کہ سلطان کو اس قدر ہجوم اور لوگوں کی کثرت کے ساتھ حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہونا چاہئے۔ خدا نہ کرے کہ اس قدر ہجوم ان کے لیے باعث تکلیف ہو۔ آخر سلطان سواری سے اترے۔ سلاطین اور اربابِ فضیلت و دانش میں سے چند کو منتخب کیا اور بیس آدمیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ شرائط آداب اس قدر حد سے زیادہ ملحوظ رکھے کہ آپ کا دل ہاتھ میں لے لیا۔ سلطان نے ایک بڑا لشکر قلعہ جنّادہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا اور اس طرف سے بہت زیادہ فکر مند تھا۔ اپنے دل کی بات حضرت قدوۃ الکبراؒ کی خدمت میں ظاہر کی اور مناسب حال یہ قطعہ پڑھا۔ قطعہ:

دلے کان انور است از جامِ جمشید
رواں روشن تر از خورشید باشد
چہ حاجت عرض کردن بر ضمیر ش
کسے کورا یقیں امید باشد

ترجمہ: وہ دل جو جامِ جمشید سے زیادہ روشن ہے خدا کرے آفتاب سے زیادہ رواں اور روشن ہو جائے۔ اس شخص کو (اپنی آرزو) ان کے ضمیر پر ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے جسے یہ یقین ہے کہ اس کی آرزو پوری ہوگی۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا۔ بیت:

گر بہ یقیں شد قدمت استوار
گرد ز دریا، نم از آتش برآر

ترجمہ: اگر تیرے قدم یقین پر جم گئے ہیں تو تو دریا سے دھول اور آگ سے تری نچوڑ لے۔

جب سلطان نے رخصت چاہی تو آپ نے وہ مسند جو آپ سمنان سے لائے تھے اسے ہدیہ کر دی۔ سلطان اس بات سے خوش ہو کر واپس ہوا۔ جب اپنے تختِ سلطنت پر بیٹھا تو کہا کیا عالی جناب اور مقاصد مآب سید ہیں۔ اللہ تعالیٰ

کا شکر ہے کہ ایسے حضرات ہندوستان میں آئے ہیں۔تین روز گزرنے کے بعد بہت کم لوگوں کے ساتھ دوبارہ قدوۃ الکبرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔روٹی کے ٹکڑے اور شربت لائے گئے کہ کھائے جائیں۔اس اثناء میں (قاصد) قلعہ فتح ہوجانے کی خوش خبری لے کر آئے۔لوگوں نے مبارک باد دی۔بادشاہ نے کہا حضرت صاحب کو مبارک باد دیں جنھوں نے بند دروازے کو کھولا ہے۔اس مرتبہ سلطان کا اعتقاد ہزار گنا زیادہ بڑھ گیا۔عرض کی کہ بندے نے حضرت میر سے بیعت کی ہے لیکن تمام غلام زادے آپ کی ارادت اور بیعت میں ہوں گے۔دو تین شہزادے اسی روز شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔سلطان نے نذر پیش کرنے کا بے حد اصرار کیا لیکن قدوۃ الکبرؒ نے قبول نہیں فرمایا۔شاہی محل میں قیام کرنے کی درخواست بھی منظور نہ کی،فرمایا کہ ہم حدود سلطنت سے باہر نہیں جائیں گے۔اس بات سے سلطان کی امید بندھ گئی (جون پور میں) قدوۃ الکبرؒ کے قیام کی مدت دو ماہ سے زیادہ رہی۔اس عرصے میں بڑے چھوٹے سب آپ کی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔حضرت قاضی شہاب الدین کی آپ سے عقیدت کا یہ حال تھا کہ اکثر روزانہ، ورنہ دو تین روز کے وقفے سے ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔اپنی ہر تصنیف آپ کے ملاحظے کے لیے پیش کی اور شرف قبولیت کی درخواست کی۔آپ نے ہر تصنیف کی تعریف کی البتہ ''نحو ارشاد'' کو بے حد پسند کیا۔فرمایا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ ہندوستان کا جادو بے اثر نہیں ہوتا شاید یہی بااثر جادو ہے۔''بدیع البیان'' اور ''تفسیر بحرالموّاج'' کے بارے میں فرمایا کہ اس کے مندرجات طویل ہیں۔جب ''جامع الصنایع'' پیش کی تو فرمایا قاضی صاحب نے اس فن میں بھی کوشش کی ہے۔شیخ واحدی بھی حاضر تھے۔انھوں نے حضرت قدوۃ الکبرؒ کی مدح میں قصیدہ پیش کیا۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔آپ مسکرائے اور فرمایا آپ نے تو تمام علوم حاصل کر لیے ہیں،فارسی شیخ کے لیے چھوڑ دیں۔شہر جون پور میں آپ کی دوسری بار تشریف آوری کا سبب قاضی شہاب الدین کو لباس خرقہ اور کتاب ہدایہ[1] جو سمنان کی یادگار تھی،عطا کرنا تھا۔اس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔جناب شیخ واحدی نے قاضی صاحب کے بارے میں ایک قطعہ کہا ہے۔ قطعہ:

لشکرِ علمِ تو بہ تیغِ بیاں
از عجم تا عرب گرفتہ دیار
چوں گرفتی عراقِ عربیت
فارسی را بہ واحدی بگزار

ترجمہ: آپ کے علم کے لشکر نے بیان کی تلوار سے عجم سے عرب تک ملک فتح کر لیے ہیں جب آپ نے عربیت کے

---

[1] ہدایہ۔فقہ کی مشہور کتاب ہے۔اس کے مصنف مولانا برہان الدین مرغینانی ہیں، جو ساتویں صدی ہجری کے عظیم مرتبہ عالم وفقیہہ تھے۔ملاحظہ فرمائیں، ''تذکرہ علمائے ہند'' مصنفہ مولوی رحمان علی۔اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم۔ص ۱۳۰-۱۳۱ شایع کردہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، طبع اوّل ۱۹۶۱ء۔
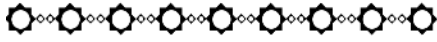
عراق (آنگن) پر قبضہ کرلیا ہےتو فارسی واحدی کے لیے چھوڑ دیں۔

جب (شہر کے) بڑے چھوٹے آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اب ہمیں اس ملک کی جانب سے چلنا چاہئے جس کے بارے میں حضرت مخدومیؒ نے فرمایا تھا۔وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک شب حضرت مخدومیؒ اور قدوۃ الکبرؒ اسحری کرنے کے لیے ایک ساتھ بیٹھے تھے اور حقائق و معارف پر گفتگو ہورہی تھی کہ اچانک حضرت مخدومیؒ نے ارشادفرمایا، بیٹے آپ اپنی جگہ دیکھ رہے ہیں آپ نے عرض کیا کہ حضرت مخدومیؒ زیادہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔فرمایا اس تالاب کے درمیان جو دائرے کی طرح گول ہے ٹیلے کی مانند نظر آرہی ہے وہی آپ کی مٹی کی جگہ ہوگی۔

آپ کا روح آباد پہنچنا، کمال جوگی کے مقابلے میں کرامت کا ظاہر ہونا اور خانقاہ تعمیر کرانا:

دارالسلطنت شہر جون پور سے درویشوں کے پرچموں نے کوچ کیا۔دو روز بعد موضع کُر بنی میں آئے جو فرمودہ مقام کی مانند تھا۔دوتین روز وہاں ٹھہرے۔آپ خود وہ جگہ دیکھنے کے لیے نکلے۔حوض اور تالاب کے گرد چکر لگائے لیکن یہ وہ جگہ نہ تھی جس کا کشف ہوا تھا۔یہاں سے آگے بڑھنا چاہئے کیوں کہ یہ مقررہ جگہ نہیں ہے۔آپ کے حکم کے مطابق علائی و فقرائی ساز وسامان اٹھایا اور موضع بھدونڈ میں فروکش ہوئے۔گاؤں سے باہر ایک باغ تھا وہاں قیام فرمایا۔قرب و جوار کے لوگ امنڈ پڑے۔سب سے پہلے جو شخص آپ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوئے وہ ملک محمود تھے۔آپ نے ان پر بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔جب قیلولے کا وقت ہوا تو آپ نے آم کے ایک درخت کے نیچے جو بے حد سایہ دار تھا آرام فرمایا۔زوال کے وقت آپ بیدار ہوئے،تو اصحاب نے دیکھا کہ درخت کی مشرقی شاخ مغرب کی جانب آ گئی تھی۔کچھ وقت تک ملک محمود کے ساتھ گول تالاب کی سیر کی۔اس کے اطراف کوغور سے دیکھا تو فرمایا،ہم کو حضرت مخدومیؒ نے اسی کا حکم دیا تھا، یہاں کون سی جگہ مناسب رہے گی۔ملک محمود نے عرض کیا، یہاں ایک جگہ ایک جوگی رہتا ہے وہی جگہ بہتر رہے گی۔اس کے چاروں طرف تالاب کا پانی ہے لیکن وہ جگہ کافرانہ شعبدے[1] سے خالی نہیں ہے۔اگر اس جوگی کے باطل شعبدوں کا مقابلہ کرلیا جائے تو اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہے۔آپ نے فرمایا **وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا**[2] (کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گزرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہے)

---

[1] احقر مترجم نے ''کافرانہ شعبدے'' اصل متن کے لفظ ''استدراج'' کے لیے استعمال کیا ہے۔۔استدراج اس کشف یا تصرف کو کہتے ہیں جو کسی کافر،مشرک یا خلاف شرع لوگوں کوکسی مجاہدے یا ریاضت کے باعث ہونے لگتا ہے۔اہل سلوک ایسی باتوں کی طرف التفات نہیں کرتے۔ملاحظہ فرمائیں ''سر دلبراں''۔ص ۲۸۷

[2] پارہ ۱۵۔سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۱

کارفرما ہے۔خیر جگہ دیکھ لیتے ہیں۔اصحاب کی ایک جماعت اور ملک محمود آگے چل رہے تھے۔سیر گاہ پہنچے۔جب آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو فرمایا کہ یہ ہماری وہی جگہ ہے جس کا حکم حضرت مخدومیؒ نے دیا تھا۔بے دینوں کو ہٹانا آسان ہے۔ملک محمود نے یہ مشہور مصرع پڑھا۔

جائے کہ سلطاں خیمہ زد غوغا نہ ماند عام را

ترجمہ: جس جگہ بادشاہ کا خیمہ آراستہ ہوتا ہے وہاں عام لوگوں کا گزر نہیں ہوتا۔

آپ بہت خوش ہوئے۔خادموں میں سے ایک شخص سے فرمایا،اس سے (جوگی سے) کہو یہاں سے چلا جائے۔جوگی نے جواب میں کہلوایا،میرا یہاں سے نکالنا آسان نہیں ہے۔میں پانچ سو جوگی کے برابر ہوں۔اگر کوئی قوتِ ولایت سے نکالے تو نکالے ورنہ ممکن نہیں ہے۔حضرت قدوۃ الکبراؒ نے جمال الدین راوت کو جو اسی دن شرف بیعت سے مشرف ہوا تھا حکم دیا کہ جاؤ اور جو کچھ وہ طلب کرے وہی اس کے سامنے لا کر دکھاؤ۔جمال الدین کو تھوڑا سا تامل ہوا۔حکم ہوا سامنے آؤ اور جو پان آپ تناول فرمارہے تھے اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں ڈال دیا۔پان چباتے ہی اس کی حالت منقلب ہو گئی۔دلیرانہ آگے بڑھا۔قطعہ:

کسے کو ذرہ از خورشید بیند
بتابد ہر ہمہ اطراف و اقطار
چو باید ہمتِ شیرے ز شرزہ
بر آرد از ہمہ شیراں دم از غار

ترجمہ: جو شخص آفتاب سے ایک ذرہ حاصل کر لیتا ہے وہ ہر سمت اور ہر طرف چمکنے لگتا ہے۔جب اسے خوفناک شیر کی ہمت مل جاتی ہے تو وہ غار کے تمام شیروں کے مقابلے پر آجاتا ہے۔

اسی دوران قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ اس متبرک سلسلے اور مشہور خاندان کے بزرگوں سے بہت سے جوگی پہلے بھی جنگ کر چکے ہیں اسی طرح ہمارے مقابل آگئے ہیں۔ قطعہ:

بہ شیرانِ جہاں چوں مور ہر کس
بر آمد از ہم و از جاں در افتاد
سخن مشہور در گیتی روانست
کہ با ایشاں در افتاد و بر افتاد

ترجمہ: جو کوئی شیرانِ جہاں سے چیونٹی کی مانند آمادہ جنگ ہوا فنا ہوگیا، یہ مثل تو دنیا میں مشہور ہے کہ جو کوئی اولیائے الہی کے مقابلے میں آیا تو ایسا گرا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔
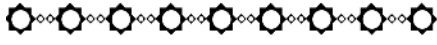
جب ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو جوگی کرامت کے طلب گار ہوئے۔ جمال الدین نے کہا کہ ہر چند اس طرح اور اس قسم کی خلاف عادت باتوں کا اظہار مناسب نہیں ہے تاہم جو تو کہے گا ضرور کریں گے۔ بیت :

چو کارم بود جائے پرداختن
ضرورت بود با تو کیں ساختن

ترجمہ: جب میرا کام جگہ سنوارنا ہے تو تجھ سے دشمنی کرنا لازم ہو گیا۔

بیان کرتے ہیں کہ پہلے جوگی نے چیخنے چلانے والی چیونٹیوں کو چھوڑا جو حد پار کر کے آگے بڑھیں جمال نے کہا۔

بیت:

سلیمانے رسیدہ با چنیں زور
تو بکشائی برو بر لشکرِ مور
بود معلوم ہمت مورِ بے قیل
درآں وقتے کہ افتد درپےِ پیل

ترجمہ: ایک سلیمان زبردست قوت سے آ پہنچا ہے۔تو اس پر چیونٹیوں کا لشکر کھول رہا ہے، بے سردار چیونٹی کی ہمت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب وہ ہاتھی سے مقابلہ کرنے کے درپے ہو۔

جمال الدین کے میدان پر نگاہ ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد شیروں کا لشکر نمودار ہوا۔اس نے کہا کہ یہ شیر سب مل کر خوفناک شیر کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ بیت :

ز شیرا ں بر کشاید پائے لرزہ
زند دم چوں بروئے شیر شرزہ

ترجمہ: خوفناک شیر کے مقابل آ کر شیروں کے پاؤں کانپنے لگتے ہیں۔

آخر کار جوگی نے اپنے ہاتھ کی چھڑی کو ہوا میں اچھالا۔جمال الدین نے حضرتؒ کا عصا لیا اور ہوا میں جوگی کی چھڑی کے پیچھے لگا دیا۔ بیت :

چو کردہ سامری ساں چوب رامار
عصائے موسوی شد اژدہا خوار

ترجمہ: اس نے سامری جادوگر کی مانند لکڑی سانپ بنا دیا تو موسیٰ (علیہ السلام) کے عصا نے اژدہے کو نگل لیا۔

حضرتؒ کا عصا ہوا میں بلند ہوا اور جوگی کی چھڑی کو مار مار کر نیچے ڈال دیا۔جب جوگی کو اپنے تمام ٹوٹکوں کی ناکامی کا احساس ہوا تو عاجزی کے ساتھ سامنے آیا اور کہا کہ مجھے حضرت قدوۃ الکبراؒ کے پاس لے چلو تاکہ میں اسلام قبول کرلوں۔
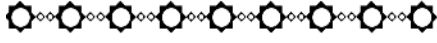
ابیات:

چو نور از شمعِ ایماں بر دلش تافت
چو پروا نہ بہ سوئے شمع انداخت
ز نورِ شمع کفرش سر بسر سوخت
گرفتہ نور ہم چوں شمعِ افروخت

ترجمہ: جب ایمان کی شمع کے نور سے اس کا دل چمکا تو اس نے پروانے کی مانند خود کو شمع کے حوالے کر دیا۔ شمع کے نور سے اس کا کفر سراسر جل گیا تو اس نے روشن شمع کی طرح روشنی پکڑ لی۔

جمال الدین نے جوگی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت قدوۃ الکبرا کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپ نے جوگی کو کلمہ شہادت پڑھایا، اس کے تمام ساتھی بھی نورِ ایمانی سے منور ہوئے۔ اس نے اپنے مذہب کی تمام کتابیں حضرت قدوۃ الکبرا کے سامنے جلا دیں۔ آپ نے اسے ریاضت کے کام میں لگا دیا اور اس کے رہنے کے لیے تالاب کے کنارے ایک جگہ مقرر کر دی۔ جس روز وہ جوگی مشرف بہ اسلام ہوا، اللہ بہتر جانتا ہے پانچ ہزار آدمی آپ کی ارادت سے مشرف ہوئے۔

قطعہ:

برآمد چوں ز مشرق مہرِ تاباں
سراسر بر گرفتہ نورِ آفاق
نہ ماندہ ہیچ کس بے نورِ خورشید
کہ او روشن نہ شد از مہرِ آفاق

ترجمہ: جب روشن آفتاب مشرق سے نکلا تو تمام دنیا نے اس سے روشنی حاصل کی، کوئی شے اس کے نور سے محروم نہ رہی سب آفتابِ جہاں کے نور سے روشن ہو گئے۔

جب بہت سے لوگ دولتِ ایمان حاصل کر چکے تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ درویشوں سے کہو کہ وہ اپنا سامان یہاں لے آئیں۔ اصحاب کو رہنے کی جگہ تقسیم کر دی۔ انھوں نے اپنے اپنے حجرے کھڑے کر لیے۔ ملک محمود نے تھوڑے ہی عرصے میں خانقاہ تعمیر کرا دی۔ قطعہ:

بر آمد جائے از لطفِ خداوند
کہ مردم را رواں آسودہ باشد
بہ حکمِ پیر چوں ایں جا رسیدم
درِ غیبے برو بکشودہ باشد
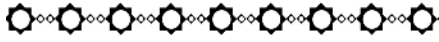
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ایک جگہ مل گئی تا کہ لوگوں کی جانوں کو راحت میسر ہو۔ میں شیخ کے حکم کے بموجب یہاں آیا ہوں تا کہ مجھ پر غیبی عنایتوں کا دروازہ کھل جائے۔

آس پاس کے معزز گھرانے آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور ملک الامرا ملک محمود اپنے پیروکاروں اور فرزندوں کو لے کر آئے۔سب کو آپ کی بیعت کے شرف سے مشرف کرایا۔آپ نے سب پر مہربانی وعنایت فرمائی۔

جب روح آباد کے آس پاس کا علاقہ آپ کو حاصل ہو گیا تو آپ نے اس جگہ کا نام ''روح آباد'' رکھا۔خانقاہ جو آپ نے باہر تعمیر کرائی تھی اسے'' کثرت آباد'' سے موسوم فرمایا۔اسی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ جو یہاں تعمیر کرایا تھا اس کا نام ''وحدت آباد'' رکھا۔آپ بعض اوقات مخلص اصحاب کو ساتھ لے کر روح آباد کے مشرق کی جانب تشریف لے جاتے اور وہاں تشریف فرما ہوتے اور معارف وحقائق کے اسرار وآ ثار پر گفتگو ہوتی رہتی۔جب آپ یہاں آ کر تشریف فرما ہوتے تو فرماتے کہ یہاں دل کو بڑا سکون ملتا ہے۔اسی بنا پر اس جگہ کو'' دارالامان'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ایک اور جگہ جانب شمال تھی۔جب آپ کا جی چاہتا وہاں تشریف فرما ہوتے۔اس جگہ کا نام ''روح افزا'' رکھا۔آپ نے کئی مرتبہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے فرمایا کہ یہاں ایسی رونق ہوتی ہے جو اطراف کے لوگوں کو حاصل نہیں۔یہاں چھوٹے بڑے جمع ہوتے ہیں(علاوہ ازیں) رجال الغیب،اوتاد،اخیار اور اولیائے زمانہ بھی یہاں آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔میرے اصحاب واحباب بھی ضرور بالضرور یہاں سے فیض حاصل کریں۔